قسط نمبر (۳) رشحاتِ قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفر حج کے احوال ومشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

سفر عشق کا دوسرا مرحلہ : کراچی سے درِ حبیبؐ کی چوکھٹ تک

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والا نامے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حرمین کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا' سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامچہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی' مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمدللہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جارہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۴۔۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا' ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا' پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغر' اکابر اور اکابر اپنے وقت کے آئمہ رشد وہدایت بن گئے ہیں' وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حک واضافہ اور ترمیم کئے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ [(مولانا) سمیع الحق]

۲۴ر جنوری ۸رمضان المبارک یوم الجمعہ:

اللہ اللہ آج خواب مقصود ومحبوب شرمندہ تعبیر ہوتا دکھائی دے رہا ہے' انتظار اور پریشانی کے دن ختم ہونے کو ہیں' ان شاء اللہ آج جہاز کی روانگی ہے صبح سویرے مولانا بنوری اور دیگر حضرات سے رخصت لی' مولانا بنوری کے ہاں آٹھ بجے تک رہے حج کے بارہ میں مفید ہدایات اور نصائح کی مجلس رہی مفید معلومات سے نوازتے رہے۔

طواف میں محاذات صدر مفسد طواف ہے:

فرمایا کہ فقہ میں طواف کے دوران صرف تیاسر کا لکھا ہے (یعنی خانہ کعبہ کو بائیں طرف رکھنا) مگر حقیقت کی

پوری تشریح نہیں ہوئی جبکہ بحالت طواف اگر سینہ خانہ کعبہ کے محاذات میں چلتے ہوئے ایک قدم یا ایک انچ بھی آ جائے تو طواف فاسد ہو جاتی ہے یہ ایسا ہے جیسا بحالت صلوۃ قبلہ سے انحراف ہو جائے تو صلوۃ فاسد ہو جاتی ہے۔

بہ حالت تقبیل، واستلام حجر اسود بالکل کھڑا رہے اور اسی حالت میں بغیر چلنے کے قدم موڑ کر آگے روانہ ہو تا کہ روانگی کے وقت محاذات صدر نہ آ جائے بلکہ صدر چاروں طرف میں بالکل سیدھی رکھے خانہ کعبہ کے سامنے نہ ہ

ابوحنیفہ اور موسم حج میں عمرہ کی ادائیگی: اس طرح موسم حج سے قبل قبل مکہ سے مدینہ منورہ آنا چاہیے بعد از رمضان جس پر مکہ میں شوال داخل ہوا اس کیلئے امام ابوحنیفہ کے نزدیک موسم حج میں ادائیگی عمرہ جائز نہیں اس لئے آپ قبل از شوال اگر مکہ معظمہ گئے بھی تو عید سے قبل مدینہ واپس ہو جائیں تا کہ جب بعد میں مدینہ سے مکہ آ جائیں تو عمرے کر سکیں اور مسلک امام کی مخالفت نہ ہو مولانا نے کہا کہ تعجب ہے کہ اکثر علماء احناف بھی بے احتیاطی کرتے ہیں اور آفاقیوں کے لئے ایسے موقع سے فائدہ اٹھانے کیلئے توسعات نکالتے ہیں

مودودی مولانا بنوری کی نظروں میں: باتوں کا موضوع دوران سخن مودودیت وغیرہ کی طرف مڑا، فرمایا کہ لوگوں کو مودودی کی اصولی اور بنیادی غلطیوں کا علم نہیں اور ایسی باتوں کی وجہ سے اسے نشانہ بنا رہے ہیں جو اتنی وزنی نہیں اور قابل تاویل ہیں جس سے تکفیر یا تضلیل نہیں ہو سکتی مسئلہ اقامۃ حدود کی بھی مولانا نے تاویل کی پھر فرمایا کہ مودودی کی ایسی ایسی عبارتیں اور غلطیاں مجھے معلوم ہیں کہ اس کی وجہ سے وہ ضال کیا اکفر الناس بھی ہو سکتا ہے مثلاً اصول دین میں حسب مصلحت تغیر و تبدل (۱) وغیرہ پھر مولانا بنوری نے مودودی سے ملاقات کا بھی ذکر کیا کہ ان کی ملنے کی دعوت پر میں نے ان کے مقرر کردہ جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ مقرر کی اور پانچ منٹ بعد گیا کہ ان کے لئے اخلاقاً احتراماً کھڑا نہ ہونا پڑے بلکہ وہ اٹھیں اپنی جگہ پر اکرام ضیف کی وجہ سے اکراماً اٹھنے سے بچ گیا۔ تو ان کے بارہ میں خود میرا یہ حال ہے مگر لوگوں کے انداز مخالفت کو میں پسند نہیں کرتا اور اس وجہ سے بھی کہ اس وقت حکومت سے جماعت ہی ٹکر لے چکی ہے اس لئے میں حکومت کو خوش کرنے سے بچتا ہوں ___ مولانا زین العابدین صاحب کی وجہ سے نجدیت بھی زیر بحث رہی۔

شیخ بن باز کا ورقۃ الاقامۃ: فرمایا کہ مدینہ منورہ جا کر شیخ عبداللہ بن باز سے عبداللہ کاکاخیل اور حسن جان کی معرفت ورقۃ الاقامۃ لے لیں اس طرح آپ حجاج کی پابندیوں شرائط اور ٹیکسوں وغیرہ سے بچ سکیں گے اور اہل مدینہ جیسے ہوں گے۔ مولانا سے رخصت لے کر اختر حسن صاحب کے ہاں جانا ہوا انہوں نے کہا کہ آپ جلدی سٹیٹ بینک

---

(۱) بعد میں مولانا مرحوم نے ''الاستاذ المودودی'' کے نام سے عربی اور اردو میں مودودی صاحب کے بارہ میں اپنے خیالات تفصیلاً لکھے اور شائع ہوئے۔

پہونچیں میں نے فون کیا ہے' سٹیٹ بینک کے فاروقی صاحب آپ کو جلد فارغ کردیں گے اور بحمد اللہ ساڑھے دس بجے بینک کے کام سے فارغ ہوئے۔ اختر صاحب نے ایک ڈی ایس پی اور ایک دوسرے معتمد شخص کو ساتھ بھیجا کہ جہاز کے مراحل میں دقت نہ ہو ہمارا سامان احمد الرحمٰن صاحب نوشہرہ کے قاری شریف صاحب مولوی شفیق الرحمٰن صاحب ایک ٹیکسی میں لے کر پورٹ چلے گئے تھے ڈی ایس پی نے اپنی کار میں پورٹ پہونچایا' انتہائی ہنگامہ اور رش تھا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ اور ایمگریشن کی لائنیں لگی ہوئی تھیں لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے ہمارا کام ڈی ایس پی صاحب نے متعلقہ افراد سے خود کرایا' کسٹم کا مرحلہ بھی ہنگاموں سے لبریز تھا مگر آسانی گزرا صرف ایک بکس کھول کر اس نے باقی سامان پر بھی کلیرنس کا نشان لگایا۔ گھی کے ٹین پر رکاوٹ پیدا کی مگر پھر اجازت دے دی۔ فارن کرنسی کے بینک والے روپے افسر نے لفافہ میں جہاز پر بھیج دیئے کہ وہ خود جہاز پر نہیں آسکتے تھے۔

سفینا جہاز کی روانگی :

تین بجے ظہر ''سفینا'' نامی بحری جہاز میں داخل ہوئے الوداع کہنے والے احباب سامنے کھڑے ہیں۔ اکوڑہ' مصری بانڈہ کے مولانا اسحاق ان کے ساتھ مغلکی اکوڑہ کے مولانا لطف اللہ صاحب جو کراچی میں خطیب ہیں' اور مجلس علمی کراچی کے مولانا طاسین صاحب' عزیزم احمد الرحمٰن صاحب وغیرہ موجود ہیں۔ جہاز سے حضرت والد ماجد کے نام خط لکھ کر قاری شریف صاحب کو دیا اور ساتھ ہی تار دینے کی بھی ہدایت کی کہ ان کی تشویش رفع ہو۔ ہمارے بنک (جہاز میں بستر اور چارپائی کا نمبر) ۲۴۸ اور ۲۴۹ ہے۔ بالائی بنک ہے ساتھ گول کھڑکی بھی ہے۔ بہت بڑا جہاز ہے' روشنی اور ہوا کا انتظام ہے۔ جہاز میں ہر طرف آمد و رفت کی اجازت ہے۔ لوگ مشایعت کے لئے کھڑے ہیں۔ ہم نے بھی احباب کو ہاتھ اور رومال ہلا ہلا کر رخصت کیا۔ جہاز سے تجارتی مال اتارا اور چڑھایا جارہا ہے۔ جس کی وجہ سے دیر ہو رہی ہے۔ لوگ چلے گئے اور اب رات کی تاریکی پھیلتی جارہی ہے۔ والحمدللہ علی کل حال. جہاز نے سیٹی بجادی اور سوا سات بجے رات جہاز نے حرکت شروع کی۔

بسم اللہ مجریھا و مرساھا ان ربی لغفور رحیم. معمولی سی حرکت کے سوا جہاز چلنے کا کوئی احساس نہیں ہوا' لوگوں نے بڑا ڈرایا تھا مگر مجھے بحمد للہ جہاز کی روانگی کا احساس بھی نہیں ہوسکا۔ رات کو جہاز کے عرشہ پر گئے چاروں طرف نیلے سمندر کی چادر پھیلی ہوئی تھی اوپر بھی نیلا آسمان' نیچے نیلا پانی

۲۵ رجنوری ۹ ررمضان المبارک۔ بروز ہفتہ:

جہاز کل رات کے سات بجے سے خراماں خراماں سمندر کی لہروں کو چیرتا ہوا جارہا ہے۔ انسان بھی نعمت خداوندی کا ایک عجیب مظہر ہے۔ وسخرلکم البحر کی تفسیر یہاں سمجھ میں آجاتی ہے۔ سارا دن جہاز پرسکون طریقے سے جارہا ہے۔ حرکت جہاز سے متلی دوران سر وغیرہ کی شکایت نہیں۔ نماز باجماعت کے لئے اوپر عرشہ کا ایک

حصہ مختص کر دیا گیا ہے اور کوشش ہے کہ وقت مقررہ پر باجماعت نمازیں ہوسکیں۔ دن بھر چاروں اطراف پانی کی دنیا پھیلی ہوئی ہے کہیں آبادی اور خشکی کا نام ونشان بھی نہیں۔ خلیج فارس کا بے اتھاہ علاقہ جسے اب خلیج عرب (عربین گلف) کہا جاتا ہے۔ سنا ہے کہ اس نام پر ایرانی اور خلیج فارس پر عرب ناراض ہوتے ہیں۔

۲۶ رجنوری ۱۰ رر مضان المبارک۔ بروز اتوار :

مسقط میں جہاز کا پڑاؤ: جہاز صبح مسقط کی بندرگاہ پہونچا اس سے پہلے سمندر پر پرندوں کی اُڑان اور پھر پہاڑیوں کے نظر آنے سے خشکی کی اطلاع ہوئی۔ نماز سے پہلے دو چار بحری جہاز بھی دور سے گزرتے دیکھے۔ مسقط کی بندرگاہ نہیں۔ اسلئے جہاز نے دور ہی لنگر ڈالا' لانچیں دکھائی دے رہی ہیں اور سمندر میں چاروں طرف بادبانی کشتیاں بھی گھومتی پھرتی نظر آرہی ہیں جو شاید مچھلیوں کا شکار کرنے والوں کی ہیں' تھوڑی دیر میں لانچیں جہاز کے قریب پہونچ گئیں۔ سرکاری عملہ اور سامان اتارنے والے اور مسافروں کی سیڑھیوں پر چڑھنے اترنے کی آوازوں کھٹا کٹ نے خاموشی کو توڑ دیا ہے ___ زندگی میں پہلی مرتبہ عربوں کی زمین اور عربوں کے لباس اور گفتگو دیکھنے' سننے سے ایک روحانی لطف اور سکون آرہا تھا۔ ہمارا جہاز شمال جنوب میں کھڑا ہے اور مسقط ہمارے مغرب میں ہے۔ بڑی بڑی عمارتیں نظر آرہی ہیں۔ شاید دور ہونے کی وجہ سے شہر میں گہما گہمی نظر نہیں آرہی مسقط چاروں طرف سے پہاڑوں میں اَٹا ہے۔ مسقط سے ذرا دائیں طرف دو چار فرلانگ میں مترا شہر ہے جو غالباً مطرح لفظ ہے۔ اس کی آبادی بھی شاندار اور وسیع ہے۔ مسقط میں سلطانِ مسقط و اومان سعید بن تیمور بن فیصل اور مطرح میں سلطان کے بھائی والیٔ مطرح اسماعیل کی حکومت ہے۔

عام مزدور مفلوک الحال نظر آرہے ہیں' یہاں بھی دیگر شیوخ کی طرح انگریزوں کی عملداری ہے۔

تمام دن سامان اتارا اور چڑھایا جارہا ہے۔ جہاز میں نیچے سے آنے والے فروٹ وغیرہ بیچنے والوں کا بازار لگ گیا ہے۔ روپوں کا تبادلہ ہو رہا ہے' پاکستانی دس روپے کے بدلے یہاں کے چھ روپے مل رہے ہیں۔ یہاں پرشین گلف میں انڈیا کی ایک خاص قسم کی کرنسی چلتی ہے' انگریز سمندر میں چھلانگ لگا لگا کر تیرا کی کر رہے ہیں۔ ایک نے اپنی کشتی اتاری اور دور جا نکلا۔

صدر ناصر پاکستان اور کشمیر: مسقط کے ایک معزز باشندے نے پاکستان کی عربوں کے ساتھ بے رخی کی شکایت کی اور کہا کہ ایوب خان نے مصر کے صدر ناصر کو فلسطین کے بارہ میں نئی پالیسی پر احتجاجی تار نہیں دیا جبکہ اکثر ممالک اور پنڈت نہرو نے بھی دیا تھا۔ ناصر نے کشمیر کی ثالثی کی پیشکش کی اور ایوب نے خاموشی اختیار کی۔ البتہ پاکستانی عوام عربوں کے ساتھ ہیں۔ میں نے جواب میں کشمیر کے بارہ میں ناصر کی بے رخی کا ذکر کیا مگر اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا آپ لوگ اپنے سلطان کے خلاف کیوں کچھ نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ ناصر نے عربوں کو ان کا مقام دکھلا دیا

ہے۔اب کسی نہ کسی دن کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔

ایک عرب کی ایمانی بے حمیتی: میں نے کہا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے' آپ کیوں خاموش ہیں؟ اس نے مضحکہ خیز طریقے سے کہا کہ کبھی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی جوتی چوری ہو گئی' کبھی بال چوری ہو گیا' اور توہین آمیز طریقہ سے اپنی ٹھوڑی کو اشارہ کیا' مجھے اس کی ایمانی بے حمیتی اور بے غیرتی پر شدید غصہ آیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔بھارت کے پروپیگنڈہ کی شدت اور اپنی کمزوری پر افسوس ہوا اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ان لوگوں کی بے اعتنائی پر از حد صدمہ ہوا۔دن بھر قیام کے بعد جہاز پانچ بجے شام یہاں سے روانہ ہوا۔رات کو عرشہ پر باجماعت تراویح پڑھیں۔

۲۷رجنوری ۱۱ررمضان المبارک۔بروز پیر:

اس وقت کا دبئی: ۲ربجے جہاز دبئی پہونچا' جہاز کے جنوب میں دو چار فرلانگ کے فاصلہ پر شہر نظر آ رہا ہے جو تقریباً ایک میل پر پھیلا ہوا ہے۔شہر ترقی پذیر حالت میں ہے۔اور جدید ترقیات اور سہولتوں سے آراستہ لگتا ہے۔پانی کی ٹینکیاں' بجلی کے کھمبے اور بڑی بڑی عمارتیں' مساجد کے مینار دکھائی دے رہے ہیں۔بندرگاہ پر دو چار جہاز پہلے سے لنگر انداز ہیں۔پانی کی سطح پر یہاں بھی دور دور تک سفید پرندے اڑ رہے ہیں اور فاختاؤں کے غول اڑ رہے ہیں۔سامنے کچھ لانچیں تیزی سے جہاز کی طرف آ رہی ہیں کیونکہ یہاں بھی پختہ ڈکا (بندرگاہ) نہیں ہے۔جہاز دور گہرے پانی میں لنگر انداز ہوا ہے۔جہاز کا عملہ سیڑھیاں فٹ کرنے میں لگا ہوا ہے۔جہاز قبلہ رو لنگر انداز ہے۔شہر کے سامنے جہاز کے عرشہ پر ایک کابلی بزرگ کے چارپائی پر بیٹھ کر یہ سطور لکھ رہا ہوں۔تیز و تند ہواؤں کے ساتھ ساتھ دھوپ کی تپش بھی محسوس ہو رہی ہے۔

سمندری تلاطم نے دوبئی میں دو تین دن روکے رکھا: آج صبح سے سمندر میں قدرے تلاطم اور طغیانی ہے۔جہاز معمولی حرکت میں ہے جس کی وجہ سے کچھ لوگوں کو قے اور شوریدگی اور چکر آنے لگا ہے۔ہم صبح سے دو بجے تک سوتے رہے۔بفضلہ تعالیٰ کوئی شکایت نہ ہوئی' صرف سر میں گرانباری محسوس ہو رہی ہے۔نماز فجر سے قبل تین چار جہاز ہمارے جہاز کے دائیں بائیں گزرے۔رات کی تاریکی میں ایک چلتا پھرتا شہر ہر طرف اندھیرا اور نیلا پانی جہاز کے بتیوں اور قمقموں کی چمک دمک سے ایک عجیب سماں بندھا ہے۔سات بجے کے قریب جہاز کے دائیں بائیں سمندر میں چھوٹی موٹی چٹانوں کا سلسلہ نظر آیا جو دور تک چلا گیا تھا۔حیرت ہے کہ ان چٹانوں کی روشن کی گئی بتیوں سے نشاندہی ہو رہی تھی کہ جہاز کو ان سے بچا کر گزارا جا سکے' معلوم نہیں ان کا کنکشن کہاں سے ہے۔سمندر میں تلاطم کی وجہ سے لانچیں جہاز کے ساتھ لگانی مشکل ہیں جس کی وجہ سے دبئی کے مسافروں کو جہاز سے اترنے کی اجازت نہیں دی گئی۔اب کل تک جہاز یہیں کھڑا رہے گا' موسم ٹھیک ہوا تو مسافروں کو اترنے چڑھنے کا کام ہوگا۔افسوس کہ ایک دن ہمارا اور بھی

سمندری سفر بڑھ گیا۔ اور منزل محبوب ﷺ تک پہونچنے میں تاخیر ہوگئی۔ رات تک سامان کے چڑھانے اور اتارنے کا سلسلہ جاری رہا۔ جہاز پر کرینوں کی گڑگڑاہٹ لوگوں کے شور و شغب اور جہاز کے ہچکولوں کی وجہ سے طبیعت سخت خراب رہی، سر میں درد اور متلی کا احساس ہونے لگا۔ شام تک پڑا رہا۔ افطار کے بعد ایک گولی کھائی جس سے طبیعت کو سکون ہوا۔ رات کو عرشہ سے دبئی شہر کا نظارہ کیا۔ بجلی اور رنگ برنگ قمقموں سے شہر جگمگا رہا ہے، کچھ آبادی جہاز کے مشرق میں بھی نظر آرہی ہے۔ دو جہاز بھی چمک رہے ہیں۔ تین بڑے بڑے مینار جو الگ الگ مساجد میں ہیں بھی بجلی سے جگمگا رہے ہیں، بسوں اور کاروں کی آمد و رفت جاری، یہاں بھی جہاز کے ٹھہرتے ہی لمبے کرتوں اور عقال باندھے ہوئے عرب مزدور سامان اتارنے والے قلی اور افسر آگئے، پولیس نے لمبا سا سیاہ کوٹ پہنا ہے۔ اور شرطۂ دبئ کا تمغہ ٹوپی پر لگا ہے۔ جہاز کے گیٹ پر یہاں کا سپاہی کھڑا ہوا ہے، جہاز پر دبئ کا جھنڈا لہرایا گیا ہے۔ یہاں کے لوگ کچھ مخلوط سی بولی بولتے ہیں جو زیادہ تر سمجھ میں نہیں آتی، کچھ الفاظ سمجھ میں آجاتے ہیں۔ رات کو سر میں چکر اور متلی کی وجہ سے تراویح بھی نہ پڑھ سکے، نہ سحری کھائی کہ افطار کا ارادہ تھا۔ وان کنتم مرضی او علی سفر فعدۃ من ایام اُخر کی بناء پر دونوں عذر اکٹھے ہوگئے تھے۔

۲۸ر جنوری ۱۲ر رمضان المبارک۔ بروز منگل:

جہاز بدستور دبئ میں لنگر انداز ہے۔ سمندر میں سکون نہیں، رفیق طریق سعید الرحمٰن کے چچازاد بھائی خلیل الرحمٰن صاحب یہاں ملازم ہیں انہیں اطلاع دی گئی تھی مگر وہ اطلاع نہ ملنے یا سمندر کی خرابی کی وجہ سے نہیں آسکے۔ اب معلوم نہیں جہاز کب روانہ ہوگا؟ دبئ کے بیچارے مسافر بہت تنگ ہیں کہ ان کی کمند وہاں ٹوٹ گئی جب کہ لب بام دو چار ہاتھ دور ہے۔ یہ لوگ بستر ے باندھ کر اترنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

عرب مسافروں کا نقشہ اور زبانوں کا مغلوبہ:

مسافروں میں اب کافی تعداد عربوں کی ہے، داڑھی صاف، لمبے کرتے، عقال باندھے یا صرف رومال لپیٹے ہوئے مخلوط قسم کی زبان بولتے ہیں۔ شاید ایرانی اثرات کی وجہ سے فارسی عربی کا اور کچھ بلوچی کا ایک مغلوبہ تیار کیا ہے۔ مزدور سامان اٹھواتے اترتے وقت ایک دوسرے کو ہریا، ہریا کی آواز سے پکارتے ہیں۔ صبح عرشہ پر بیٹھے ہوئے سورج کی کرنیں جب سمندر پر پڑتی ہیں تو عجیب منظر ہوتا ہے۔

رفیقانِ سفر مولانا حبیب اللہ گمانوی اور مولانا حامد میاں دہلوی:

جہاز میں مولانا حبیب اللہ گمانوی کی مزاج پرسی کے لئے گئے، ملاقات ہوئی موصوف علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد اور مولانا بنوری کے دوست ہیں۔ بڑے عالم اور انتہائی متواضع، مسکین طبع بزرگ ہیں، اپنی بیوی کیساتھ حج کرنے جارہے ہیں۔ مولانا بنوری نے بھی سفر میں ان کی خبر گیری کی تاکید فرمائی تھی۔ ہمارے واقفین سفر میں مولانا

حامد میاں بھی مع اہلیہ جارہے ہیں جو دہلی کے مولانا محمد میاں دہلوی کے صاحبزادہ ہیں' ان سے بھی ملنا ہوتا رہتا ہے' لاہور میں مولانا احمد علی لاہوری سے دورۂ تفسیر کے دوران ان سے مسلم مسجد انارکلی میں ملاقاتیں ہوتی رہیں' حضرت والد ماجد سے ان کے زمانہ تدریس دیوبند میں تعلق رہا اور کوڑہ خٹک بھی ان سے ملنے آتے رہے ہیں' بڑی محبت اور شفقت کرتے ہیں' وہ بھی ہمارے پاس حال احوال پوچھنے آتے رہتے ہیں' اور کبھی ہم ان کے پاس۔ جہاز میں فارغ اوقات میں زبدۃ المناسک حضرت گنگوہی اور الفرقان کا حج نمبر اور فضائل حج مطالعہ کیلئے رکھے ہیں مگر طبیعت بہت کم مطالعہ کے لئے آمادہ ہوتی ہے۔ پرسوں سے مناجات مقبول کے ایک ایک منزل کا ورد ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حسن عمل اخلاص اور سوز قلب اور قبولیت دعوات کی نعمت سے نوازے' آمین۔

۲۹ رجنوری ۱۳ رر رمضان المبارک۔ بروز بدھ :

آج ہمیں معمول کے مطابق بحرین پہونچنا تھا مگر وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی مشیت چاہے۔ جہاز آج بھی دبئ میں لنگر انداز رہا۔ سمندر کی طغیانی کی وجہ سے مایوسی تھی کہ یہاں کا کام ختم ہو مگر عملہ جہاز نے کام شروع کردیا اور دور ساحل سے بھی دخانی کشتیاں نظر آنے لگیں' تلاطم کی وجہ سے بڑی مشکل سے لانچیں جہاز سے لگ سکیں اور سامان کے حمل ونقل کا کام شروع ہوا۔ دبئ کے مسافر جو منزل پر پہونچ کر بھی دو دن جہاز میں پڑے رہے اب بڑی بیتابی سے امیگریشن کررہے ہیں۔ جن مسافروں کو جہاں اترنا ہوتا ہے وہاں کی پولیس دفتر میں بیٹھ کر امیگریشن کا کام مکمل کرتی ہے۔ لوگوں نے اترنے میں بھی بڑی دقت اٹھائی۔ لانچیں کئی کئی فٹ اچھلتی اور نیچی ہوتی رہیں۔ سامان سنبھالنا بھی ان کے لئے مشکل تھا۔ ایک بکس تو پانی میں گرا جسے پولیس نے لانچ کے ذریعہ اٹھوالیا۔ جہاز میں عرب دبئ سے کافی تعداد میں سوار ہوگئے ہیں۔ یہاں راشد بن سعید کی حکومت ہے۔ بڑی بڑی مساجد بھی نظر آتی ہیں۔

دبئ کا منظر: دبئ کے ایک عرب نے بتایا کہ درمیان کے میناروں والی مسجد میں ایک پاکستانی غلام مصطفیٰ صاحب اردو میں تقریر کرتے ہیں' چار ہزار تک لوگ جمعہ میں جمع ہوتے ہیں۔ تقریر کے بعد عربی میں خطبہ پڑھتا ہے' دبئ جو ہمارے جنوب میں ہے اس سے مشرق کی طرف ایک دومیل دور دوبئ کا ہوائی اڈہ شارجہ نامی شہر میں ہے۔ رات کو اس کی چمک دمک عجیب لگتی ہے' یہاں عربوں کی زبان عوامی ہے' بہت غور سے سننے سے کچھ نہ کچھ سمجھ میں آجاتی ہے مگر زیادہ نہیں ___ ایک عرب نے عربی میں ہماری بات چیت سن کر بڑے تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ تم قرآن کریم اور کتابوں والی باتیں کرتے ہو ___ بعض عربوں کی نماز کے انوکھے طریقے دیکھے' ارسال (ہاتھ باندھے بغیر کھلے چھوڑ دینا) کئے بے خبر کھڑے ہیں کچھ فاتحہ کے بعد کھڑے ہوئے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوتے ہیں اور ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ (الآیۃ) پڑھ کر ہاتھ چہرے پر پھیر لیتے ہیں' پھر ہاتھوں سے اشارہ کرکے (جسے رفع یدین سمجھتے ہیں) رکوع میں جاتے ہیں۔ تعدیل ارکان کا تو خیر نام ونشان نہیں۔

دبئی سے روانگی اور سمندر کی طغیانی: جہاز خدا خدا کر کے دو بجے روانہ ہوا' عربوں نے جہاز کی راہداریوں اور گلیوں میں دکانیں لگا دی ہیں اور جہاز چلتا پھرتا اور تیرتا ہوا بازار لگ رہا ہے جس میں غیر ملکی کپڑا اور سامان کا انبار لگا ہوا ہے۔ پاکستانی کرنسی یہاں آدھی قیمت پر چلتی ہے۔ میں نے دو چینی فنجان مقامی آٹھ آنے کے عوض پاکستانی ایک روپیہ پر خرید لئے' جہاز اب بھی ہچکولے کھا رہا ہے' اور ساعۃً فساعۃً حرکت میں تیزی آ رہی ہے۔ شام تک حرکت بہت تیز ہوئی' موجیں جہاز سے ٹکرا رہی ہیں' عملہ نے جہاز کی گول کھڑکیاں مضبوطی سے بند کر دیں اکثر لوگوں کو قے کی شکایت شروع ہوئی مجھے بھی کافی شکایت رہی مگر قے کی نوبت نہ آئی۔ سعید صاحب کو قے ہوا' مولانا زین العابدین پر اثر نہیں ہوا۔ مجھ سے اور سعید سے عشاء کی نماز بھی نہ پڑھی جا سکی' نہ چائے پینے کی ہمت ہوئی نہ کھانا کھا سکے' بیٹھنے کی طاقت بھی نہ ہو سکی۔ صبح تک لیٹا رہا' سمندر کی طغیانی رات بھر جاری رہی۔ عرشے والوں کو موجوں کے تھپیڑوں اور بھیگی ہوا کی وجہ سے سخت تکلیف کا سامنا ہوا ان کا سامان اور بستر ے پانی میں لت پت ہو گئے۔

۳۰ر جنوری ۱۴ رر رمضان المبارک۔ بروز جمعرات :

صبح سے آبادی کے نشان نظر آ رہے ہیں' پہاڑیاں اور جہازوں کو خبردار کرنے والی بتیاں پانی کے اندر دکھائی دیتی ہیں

دوحہ قطر میں: سامنے سمندر کے کنارے دوحہ شہر کی آبادی ہے اب جہاز مڑ کر قطر کے ساحل پر لنگر انداز ہوگا۔ لیجئے جہاز لنگر انداز ہوا جو شمالاً جنوباً کھڑا ہے' سامنے شمال میں قطر کا ساحل ہے' یہاں تیل نکلتا ہے جو یہاں کی بڑی دولت ہے' بڑی بڑی ٹنکیاں اور تیل کے ذخیرے نظر آ رہے ہیں' شہر کی آبادی ساحل سے بہت دور لگتی ہے۔ جوام سعید یا قطر کی آبادی ہے یہاں کے شیخ (حکمران) شیخ احمد ہیں' سنا ہے کہ کئی کئی بڑی گیراجوں میں اس کی کیڈلک کاروں کے پول ہیں یہاں بھی کافی پاکستانی اور عرب اتر گئے اور کچھ سوار بھی ہوئے' سامان کے اتارنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دبئی کی طرح یہاں بھی زیادہ تر ہندوستانی کیلوں کی پیٹیاں اتاری گئیں۔ شام کے سات بجے جہاز نے لنگر اٹھایا اور جانب بحرین روانہ ہوا۔ جو اس جہاز میں ہماری آخری منزل ہے جبکہ جہاز کویت سے ہوتے ہوئے بصرہ میں آخری پڑاؤ کرے گا۔ یہاں کا ٹائم پاکستان سے ایک گھنٹہ پیچھے ہے۔ عصر کے بعد یہ ڈائری لکھتے ہوئے ایک مسقطی جو بحرین میں حمالی کرتا ہے' مجھ سے اپنے مخصوص لہجہ میں باتیں کر رہا ہے' اور مجھے بعض الفاظ سمجھا رہا ہے کہ رومال۔ غطرہ۔ برنوس۔ کمبل۔ شلوار۔ سلواد۔ بستر بند۔ شنطہ۔ سوئیٹر فانیۃ الصوف۔ شیروانی' کوت۔ برش بروش' اٹیچی شنطۃ الید۔ لیمپ۔ کہرباء لائٹ۔ چپل' زنوبہ۔ شویہ شویہ۔ قلیل قلیل۔

۳۱ر جنوری ۱۵ رر رمضان المبارک۔ بروز جمعہ:

بحرین میں: پاکستانی ٹائم ساڑھے چھ بجے صبح جہاز ڈھکا سے لگا۔ قلی کو ۵ر روپے سامان کے دیئے' ٹکٹ چیک' اور سرکاری بس میں کسٹم ہاؤس گئے' سرسری چیکنگ ہوئی' شاندار ٹیکسی کار میں محمد علی مالاباری کی دوکان پر گئے جو منا

میں فندق رحیمیہ میں لے گئے۔ڈبل بیڈ کمرہ نمبر ۲۸ چالیس روپے میں لیا' غسل وضو کیا۔کئی پاکستانی دوست یہاں ٹھہرے ہیں۔ جمعہ پڑھنے مسجد گئے' عربی ٹائم ایک بجہ خطیب نے بڑے وقار اور جلالی انداز میں خطبہ دیا جو ایک لکھی ہوئی تقریر تھی اور فضائل رمضان کا ذکر تھا نماز میں سورۃ الم نشرح اور انا انزلنا فی لیلۃ القدر پڑھنے پر اکتفا کیا۔

غیر حنفی نمازوں کا پہلا مشاہدہ:

پہلی بار آمین بالجہر دیکھنے میں آیا اس کے بعد مقتدی جلدی جلدی فاتحہ پڑھ لیتے تھے۔بڑے بڑے جبے رومال اور عقال بارعب اور شاندار لباس پہنے امام وجیہ اور نوجوان ___ نماز کے بعد آس پاس والے ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں۔پاکستانی دوست بس آئرن پر فندق رحیمیہ چھوڑنے لائے' قدرے آرام کیا ریڈیو سے عربی گانے چل رہے تھے۔اکثر بازار بوجہ جمعہ بند تھے' فندق رحیمہ کے سامنے کھلا نیلا سمندر ___ شاندار منظر ___ دائیں طرف سامنے بلدیہ کی شاندار عمارت ہمارے مولانا حامد میاں لاہور بھی اس ہوٹل میں ٹھہرے ہیں ہم نے بحرین کے حاجی منیر خان کو تلاش کیا' حسن حبیب محمود کی دکان اکبر گادا کے مکان سے ملحقہ مسجد میں عصر کی نماز پڑھی' فاتحہ خلف الامام' رفع الیدین' بین السجدۃ اور قبل الرکوع کا پہلا مشاہدہ کیا بعد الصلوۃ ہم نے بھی امام سے مصافحہ کیا' حاجی منیر خان کے ساتھ بازار گئے۔۲۷ روپے میں سٹوپ خریدا' افطار سے قبل جناب مصطفیٰ مالاباری ہوٹل آئے اور اپنے مکان افطار کے لئے لے گئے' نہایت پر تکلف افطار اور عشائیہ تھا' مالاباری سموسے وغیرہ موجود تھے۔ریڈیو سے انگلش خبریں چل رہی تھیں' ایوب خان وغیرہ کی تعریف بھی خبروں میں ہوئی' واپس آکر عشاء کی نماز ہوٹل میں پڑھی' پاس ہی دوسرا ہوٹل شط العرب تھا جس میں چائے پینے گئے۔

ٹیلی ویژن ایک عجوبہ لگا:

مولانا حامد میاں نے آکر کہا کہ آیئے ایک عجوبہ دکھادوں' ایک بند ڈبے میں پوری دنیا نظر آرہی ہے ان کی مراد وہاں چلنے والے ٹیلی ویژن سے تھا جو ہم نے بھی مولانا حامد میاں کی معیت میں پہلی دفعہ دیکھا۔اور بڑا عجیب لگا' عربی گانے وغیرہ نشر ہو رہے تھے' واپس آئے کمرہ میں کولر لگا تھا' آرام سے سو گئے۔

یکم رفروری ۱۶ررمضان المبارک۔بروز ہفتہ :

سحری کے لئے عرب نے اٹھایا' پونے پانچ بجے مطعم رحیمیہ میں سحری کھائی پھر فندق شط العرب میں چائے پی۔نماز سعید صاحب نے ہوٹل میں پڑھائی سامان پیک کیا۔الخبر جانے کے لئے لانچ کے معلومات کرنے شاطی البحر (ساحل سمندر) گئے' ہوٹل آکر سامان اٹھایا ایک شاندار کار میں ساحل بحرین تین روپے میں آئے۔امیگریشن کی لائن لگی تھی۔پاسپورٹ جمع کرائے۔

سمندری لانچ میں الخبر تک: تیسری لانچ میں ہمیں جگہ ملی۔سوا ایک بجے الخبر جانے کے لئے لانچ میں سوار

ہوئے' پاسپورٹ لانچ میں واپس کئے گئے۔سمندر بالکل پرسکون تھا۔کرایہ معہ سامان سات روپے ہے۔جگہ جگہ ساحل کے نشانات نظر آتے رہے' دور دور آبادی اور نخلستان دکھائی دیئے۔تین بجے لانچ میں یہ ڈائری لکھ رہا ہوں جبکہ سعید صاحب' میرے کندھے پر سر رکھ کر سو رہا ہے' نجد کا ساحل ساتھ ساتھ ہے' مولانا حامد میاں دوسرے لانچ میں تھے' لانچ پھنس گئی' ہم نے اپنی لانچ کو ان کی طرف موڑنا چاہا' مگر ہمارے لانچ میں بیٹھے عربوں نے شور مچایا اور ملاحوں کو مدد کے لئے جانے نہیں دیا سارے راستہ میں نجدیوں کا شور شرابہ جاری رہا۔کبھی رجز یہ کلام کبھی ترنم میں گاتے جاتے ہم سوا پانچ الخبر کے ساحل پر پہونچے۔تختوں کے کمزور سے پل سے خشکی پر آئے' پاسپورٹ اور ہیلتھ سرٹیفکیٹ حکام نے لے لیا' ایک ایک ریال فی نفر سرکاری بسوں میں کسٹم آفس گئے۔سرسری سی برائے نام سامان کی چیکنگ ہوئی۔ایک نے پوچھا ما فی هذا؟ کتب قلت لا مصاحف . رح . رح (یہ بنڈل کتابوں کا ہے؟ میں نے کہا نہیں' قرآن مجید ہیں۔کہا جایئے جایئے) دیگر کتابوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوتی تھی۔

کسٹم سے باہر قاری سعید الرحمٰن اور مولانا زین العابدین کو معہ سامان چھوڑا' میں ایک پاکستانی مسافر کے ساتھ ان کی موٹر میں شہر آیا۔وہاں سے ایک پاکستانی نے ٹیکسی میں جناب فدا محمد خان کے گھر پہونچایا۔افطار قریب تھا' وہ ساتھ ہو کر موٹر میں کسٹم آفس سے باہر جگ کیمپ آئے اور دونوں رفقاء کو ساتھ لے کر ان کے گھر آئے۔یہ اکوڑہ خٹک کے حاجی عبدالغفور زرگر کے دوست تھے' ان کے تحائف انہیں دیئے۔بڑی خاطر مدارات کی۔پہلی دفعہ عربوں کی مسجد میں ان کے ساتھ تراویح پڑھنے کا موقع ملا۔مختلف جماعتیں ہو رہی تھیں' جوتوں سمیت صف کے چٹائیوں تک جاتے تو عموماً ننگے سر نماز پڑھ لیتے ہیں۔رات آرام سے گزاری صبح غلس میں نماز پڑھی جا چکی تھی' لکھا تھا صل ثم هندهاب المسجد (نماز پڑھ کر مسجد کو تالا لگا لو) لٹکا ہوا تالا مسجد کو لگایا بعد از تراویح بازار کا مختصر چکر لگایا۔شاندار دکانیں اور کاریں' اشیاء زینت و تعیش کی بھرمار تھی۔

<u>۲رفروری ۷ار رمضان المبارک۔بروز پیر :</u>

<u>الخبر میں:</u> دن کو صبح دفتر اجازات جانا ہوا۔دفتر کا عملہ انتہائی خوش اخلاق تھا' ادارہ کے سربراہ مدیریہ کے رئیس نے چپل اٹھا کر وضو کرنے والے کے سامنے رکھ دیئے۔کرسیاں منگوا کر لوگوں کو بٹھایا۔ہمارے پاس سعودی سفیر کا دیا ہوا شہادۃ الاعفاء دیکھ کر مزید خوشی ظاہر کی اور اس کی نقل دینے پر اصرار کرتے ہوئے کہا کہ تذکاراً و فخراً ___ ایک نشانی اور یادگار کے طور پر یہ رکھنا چاہتا ہوں۔

ایک سوڈانی رفیق سفر کی خوش مذاقی جاری رہی' کلام فصحاء اور کلام عوام میں دلچسپی لیتے رہے۔هيئة الامر بالمعروف کے شیوخ اوقات نماز میں بازاروں کا گشت کرتے ہیں۔الصلوۃ الصلاۃ کہہ کر نماز کے لئے بلا رہے تھے۔مطار ظہران کے ساتھ ساتھ چلتے رہے' ایک جگہ ڈرائیور قحطانی یمنی تھا ہم اسے حضور کا اہل یمن کے بارے میں

ارشادات ____ الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ سناتے رہے۔ ۴ بجے کے بعد بس کی ریزرویشن ریاض کے لئے کر لی تھی' دس روپے فی ٹکٹ کے حساب سے ظہر کی نماز کے بعد تبلیغی حضرات کا احادیث اور سیرت پر بیان ہوا' ہمارے قاری سعید صاحب نے تلاوت کی۔ ہوٹل سے تھرماس میں چائے بھر لی ہوٹل کے لان میں کویت سے ٹیلی ویژن چل رہا تھا۔ نماز کے وقت بند کر دیا گیا۔ برقعہ پوش خواتین جب بھیک مانگتیں تو لوگ جواب میں علی اللہ کہتے۔ صلوۃ وقیام کی اہمیت اپنی جگہ مگر کئی جگہ اسے بطور حربہ بھی استعمال کیا جانے لگا ہے۔ آرامکو کمپنی میں آگ لگی بعض مزدور اوقات نماز نہ ہونے کے باوجود کہہ دیتے کہ کنت مشغولاً فی الصلوۃ اب غیر مسلموں کا کیا علم کہ کون سی اوقات نماز کے ہیں۔ والد صاحب وغیرہ کے نام خطوط فدا محمد خان کے حوالہ کئے کہ وہ اسے ڈاک کے سپرد کر دیں۔

__الخبر سے ریاض:__ رات آٹھ بجے بس کے اڈہ آئے فدا محمد خان صاحب نے رخصت کیا۔ شام کو ظہران ائرپورٹ کے قریب بس سٹینڈ سے روانگی ہوئی۔ الحمدللہ بس میں اگلی سیٹیں ملیں۔ عربی موسیقی چل رہی تھی' رات میں آگ نکلتے ہوئے جلتے ہوئے تیل کے کنویں جگہ جگہ نظر آتے رہے۔ امریکی آرامکو کمپنی کی بادشاہت ہے۔ ہر طرف ریت ہی ریت۔ نجد کی ساری زمین ریتلی ڈرائیور کو اس کا ساتھی وقفے وقفے سگریٹ پکڑاتا جاتا ہے' عربی موسیقی سے انہیں بے حد شغف ہے۔ (سکت لاستعاعی) کی آوازیں آتی رہیں۔ یہ قدیم حدی خوانی کی نئی صورت ہے۔

ع　حدی را تیز ترمی خواں چوں ذوق نغمہ کمیابی　والا معاملہ ہے' کبھی رجز کے انداز میں عربوں کی تالیاں اور سر ہلانا جاری رہا۔ راستہ میں رات ۲ بجے ایک جگہ چیک پوسٹ پر چیکنگ ہوئی ہم نے شہادۃ الاعفاء دکھایا' یہاں خریصہ نامی ایک مقام پر قدرے آرام کیا۔ ٹین کی چادروں سے ڈھکے ہوئے ہوٹل میں چائے پی اور انڈے کھائے' جس کا بل سوا پانچ ریال بنا۔ اب تو اس صحرا میں ہر چیز بند ڈبوں میں مل جاتی ہے

__نجد اور عشاق نجد:__ جب کچھ بھی نہ ہوتا تب بھی عشاق نجد یہاں کے ہواؤں اور خاص خوشبو سے سرمست ہو جاتے اور کہا کرتے کہ　ع　سلام علی نجد و من حل باالنجد　اور ایک دل جلے نے نجد کو چھوڑتے وقت بڑی حسرت سے کہا کہ　ے　تمتّع من شمیم عرار نجد　　فما بعد العشیۃِ من عرار

مجنوں بنی عامر کا تعلق بھی انہی دیار سے تھا اور کہا کرتا تھا کہ۔

لاتقل دار ها بشر قی نجد　　کل نجد للعامریۃ دار

__مسیلمہ کذاب کی سرکوبی:__ میرے تصور میں صحابہ کرام کی تگ و دو اور مسیلمۃ کذاب کی سرکوبی کے لئے جنگ یمامۃ کی قربانیاں اور سرفروشیاں چل رہی تھیں' نجد کی رات چاندنی رات تھی۔ سڑک پر جگہ جگہ ریت کے تودوں سے بس کو دھچکے لگتے کہ ایک دفعہ تو بس الٹتے الٹتے رہ گئی۔ صبح چار بجے ریاض نظر آیا۔ سعودی عرب کا دارالخلافہ شاہی خاندان کا شہر ہر طرف چمک دمک گویا کہ ایک بقعہ نور۔ ۴ بجے بس سے اترے وہاں ہی فٹ پاتھ پر بستر جمائے اور سو گئے۔ صبح

دھوپ کی تمازت سے آنکھ کھلی' نماز قضاء ہو چکی تھی ــــــ من نام عن صلوۃ او نسیھا فلیصلھا اذا ذکرھا پر عمل ہوا' مدینہ کے لئے بس کی تلاش شروع کی' اڈے پر رکاب مکہ مکہ ' طائف طائف کی آوازیں لگ رہی تھیں۔ مکہ اور تو بس کا کرایہ ۲۵ ریال تھا' مدینہ کے لئے ۱۵ ریال کرایہ پر۔ ٹرک میں سامان رکھا مگر پھر اُنیت (چھوٹی سی پک اَپ) میں ۱۵ ریال پر بات طے ہوگئی۔ سامان اس میں منتقل کیا۔ اڈہ کے قریب مسجد میں ظہر کی نماز پڑھی۔

<u>متنبی کذاب مسیلمہ سے جنگ</u> :

ریاض۔ یمامہ میں ہے سنا ہے کہ یہاں سے پچاس کلو میٹر پر متنبی دجال مسیلمہ کذاب کیساتھ کئے گئے جہاد کا مقام ہے یہاں ۱۱ھ یا ۱۲ ہجری میں حضرت خالد بن ولید وغیرہ جلیل القدر صحابہ کرام لڑے' اور صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد شہید ہوئی۔ اس جنگ میں خالد بن ولید کے ساتھ شرحبیل بن حسنہ' حضرت زید ابو حذیفہ' سالم مولیٰ حذیفہ ثابت بن قیس' عبدالرحمٰن بن ابی بکر جیسے ممتاز صحابہ شریک تھے۔ مسیلمہ کذاب حضرت وحشی کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہونچے۔ انہوں نے احد میں سید الشہداء حضرت حمزہ کو شہید کرنے کے بعد یہ ٹھانی تھی کہ اس کا کفارہ بھی کفر کے ایک سرغنہ کے قتل کی شکل میں ادا کروں گا۔ حضرت وحشی نے اسی نیزہ سے اُسے مارا جس سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا' نیزا پار نکل گیا اور ابو دجانہؓ نے آگے بڑھ کر تلوار سے اسکا کام تمام کیا۔ اس کی عورت محل کے برج پر چڑھ کر چیخنے لگی کہ امیر کو ایک غلام نے قتل کر دیا۔ ابن کثیر کے بقول اس معرکہ میں بیس یا اکیس ہزار کافر مارے گئے۔ اور مسلمانوں میں سے پانچ چھ سو صحابہ شہید ہوئے جس میں بڑی تعداد اجلّہ صحابہ حفاظ وقراء کی شامل تھی۔ بنو حنیفہ قبیلہ سے تعلق رکھنے والے وفود نے ابوبکر صدیق کی خواہش پر اس کے کلام کو سنایا جسے وہ وحی کہتا تھا تو وہ ایسے ہی ہزلیات پر مشتمل تھا جس کا نمونہ ہمارے پنجابی متنبی کذاب مرزا غلام احمد معلون کے من گھڑت وحی میں ملتے ہیں مثلاً (میں ولد میں) وعلیٰ ھذا

<u>مفتی اعظم شیخ محمد ابراہیم سے ملاقات:</u> یہاں ہم نے ڈیڑھ ریال پر ٹیکسی کی اور سعودی عرب کے مفتی اعظم اور شیخ اکبر شیخ محمد ابراہیم کی مسجد گئے کہ ان سے ملاقات بھی ہو جائے اور عصر کی نماز بھی پڑھ لیں عربی ٹائم کے دس بجے عصر کی نماز ہوئی۔ مسجد ایک وسیع دالان اور وسیع صحن پر مشتمل تھا' غالباً بارہ صف تھے' ارد گرد قدیم ریاض کی کچی عمارتیں شارع امام احمد بن حنبل کی مغرب اور مسجد کی مشرق میں مسجد سے متصل شیخ کا عظیم وسیع اور شاندار مکان تھا۔ مسجد پرانی حالت میں تھی۔ صحن میں ریت اور بجری بچھائی گئی تھی اس پر چٹائیاں پڑی تھیں' شیخ نے نماز پڑھائی جس میں سکون خشوع اور تعدیل ارکان کی کمی محسوس ہوئی۔

<u>مسجد کی زبوں حالی:</u> وضو خانہ اور غسل خانہ نہیں تھا ایک نل سے چھوٹا سا سبیل بھر جاتا ہے۔ اس کے گرد نجدی بیٹھ کر وضو' استنجا بھی کر لیتے ایک دوسرے کے قریب ــــــ ستر عورت کا اہتمام نہیں اسی جگہ پیشاب وضو اور استنجا بڑی حیرانگی اور کدورت محسوس ہوئی بعض نے جوتوں اور بوٹوں پر مسح کیا۔ نماز سے قبل مسجد میں بڑے بوڑھے اور بچے تلاوت

میں مشغول تھے۔ دو معصوم بچے علی اور عبید ہمیں لباس سے پردیسی سمجھ کر ہنس رہے تھے اور بچوں کو بلا کر ہماری طرف اشارے کرتے رہے کہ شاید یہ کوئی اور مخلوق ہے۔ نمازی صف تک آ کر جوتے اتار لیتے اور نماز پڑھنے لگ جاتے' ایک چھوٹا بچہ پہلی صف میں تلاوت کر رہا تھا مسجد آتے ہوئے ہمارے سوڈانی سیاہ فام ڈرائیور کو شرارت سوجھی کہ مسجد معلوم ہونے کے باوجود ہمیں ادھر اُدھر پھراتا رہا۔ ہم نے شکوہ کے طور پر کہا کہ کلفتمونا (تم نے ہمیں تکلیف میں ڈالا) تو وہ ہنسا اور کہا لا بل فوجتکم (میں نے تو آپ کو سیر کرا کر راحت پہونچائی)

۰۴رفروری ۱۹ار رمضان المبارک۔ بروز بدھ :

عفیف میں جیپ کی خرابی: رات بھر سفر جاری رہا' پہلے پانی کے سمندر میں تھے' اب ریت کا سمندر ہے۔ نیم خوابی اور شوریدگی کی وجہ سے ایسا محسوس کیا کہ ہماری جیپ سمندر میں تیرتی ہوئی جارہی ہے' یہ احساس اتنا غالب ہوا کہ اپنے ساتھی قاری سعید کو جگا کر یہ صورتحال بتلادی وہ بھی یقین کر بیٹھے اور استغفر اللہ اور انا للہ پڑھتے رہے۔ بعد میں خود اس احساس پر ہنستے رہے۔ لیکن ریت میں بنائے گئے کچے راستے ہواؤں سے مٹ جانے کی وجہ سے کئی جگہ دسیوں میل چلنے کے بعد کسی سے معلوم ہو جاتا کہ گاڑی اصل راستہ کھو بیٹھی ہے اور اسے دوبارہ واپس چل کر صحیح سمت پر ڈال دیا جاتا۔ سوا گیارہ بجے عفیف پہونچے۔ سوا بارہ بجے رات جیپ خراب ہوگئی اور رات بھر کھڑی رہی۔ چار بجے لوگوں نے سحری کی مگر ہم تینوں رفقاء نے بوجہ شدید سردی اور تاریکی کے سحری نہ کی۔ میری طبیعت شام سے خراب ہوگئی تھی۔ بخار ہوا' متلی کی کیفیت رہی اور طبیعت کی بے چینی بے حد محسوس ہو رہی تھی۔ ساتھیوں نے اتر کر سٹو جلایا اور کھانے پینے کا سامان کیا۔ عرب رفقاء نے کھجور بھی نکال کر دیئے مگر بوجہ علالت میں نے صرف ایک کھجور اور مالٹے کا ایک ٹکڑا لیا۔ نماز بڑی مشکل سے پڑھی۔ سنتیں پڑھنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ سیب ریاض سے خریدے تھے مگر نہ کھائے جا سکے۔

۰۵رفروری ۲۰ر رمضان المبارک۔ بروز جمعرات:

صبح نو بجے یہ چھوٹی سی پک اپ چھوڑ کر ایک ٹرک میں بیٹھے۔ عرب بدو اور چرواہوں کا ہجوم ہے۔ ٹرک لدگیا ہے کہتے ہیں کہ یہاں سے مغرب میں مدینہ منورہ ساٹھ کلومیٹر ہے۔ پونے ایک بجے الصویدر نامی بستی پہونچے سڑک کے دونوں طرف کچی دکانیں ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں کھجوروں کے درخت ہیں۔ بکری' بھیڑ اونٹ نظر آرہے ہیں۔ مدینہ طیبہ اب قریب ہے۔ جذبات وصل بے قابو ہوتے جارہے ہیں____ ۲ بج کر دس منٹ پر بیر کعکی پہونچے اس پر یہ کتبہ لگا ہوا ہے کہ حفرها الحسن الشيخ . صدقة كعكى ۱۳۷۳ھ۔

دو دن بعد وضو: یہاں نماز ظہر ادا کی' کنویں پر تیل کا واٹر پمپ نصب تھا۔ پانی جاری تھا جو تازہ گرم تھا۔ کھیتی باڑی بھی ہو رہی تھی۔ پانی سے وضو کیا جو دو دن بعد نصیب ہوا تھا ایک عرب بدو نے ظہر کی امامت کی۔ ایک دکان بھی تھی جس میں بند ڈبوں میں کھانے پینے کی اشیاء موجود ہیں' اردگرد چھوٹے چھوٹے پہاڑ ہیں۔

منزل حبیبؐ: اب یہاں سے چل پڑے اور سوا تین بجے بفضلہٖ تعالیٰ وکرمہ ولطفہٖ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ مدینہ منورہ کا جلوہ دیکھنے ہم نے فرطِ شوق سے بیر کعکی سے یہاں تک سفر ٹرک میں کھڑا ہو کر طے کیا اور سفر کے ساتھ ساتھ ہماری دلوں کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔ شاعر نے بہت پہلے اس کیفیت کی تعبیر ان الفاظ میں کی ہے۔

واہرح مایکون الشوق یوماً اذا دنت الخیام من الخیام

ٹرک والا پاسپورٹ جمع کرانے ایک دفتر لے گیا۔ مگر وہاں کا ملازم سویا ہوا تھا۔ جگایا تو کہا کہ ۔بکرۃ یعنی کل لے کر آجاؤ۔ وہاں سے ایک گدھا گاڑی سے ڈیڑھ ریال میں سامان لدوا کر حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی کے مکان پر آئے' جو باب مجیدی میں تھا۔ گھنٹی بجائی تو حضرت مولانا کے بھتیجے برادر عزیز مولانا لطف اللہ صاحب باہر آئے۔

حرم نبویؐ میں: سلام ودعا کے بعد سامان رکھوایا' ہم نے جلدی جلدی غسل کیا' نئے کپڑے بدلے اور خواجہ یثربؐ کی خدمت میں پیشی اور حاضری کے لئے مسجد نبوی علی صاحبھا الف الف تحیۃ چل پڑے۔ سلطان عبدالمجید خان ترکی سے منسوب باب مجیدی سے ہوتے ہوئے باب عمر بن الخطاب سے داخل ہوئے' سعودی ٹائم کے دس بجے تھے' او رعصر کی تکبیر بلند ہو رہی تھی۔ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ. اللھم افتح لنا ابواب رحمتک کہتے ہوئے حرم نبوی میں داخل ہوئے' دروازہ کے قریب صفوں میں جگہ ملی۔ نماز سے فراغت کے بعد اٹھا ہی تھا کہ سامنے سے صدیق عزیز محب مکرم برادرم مولانا عبداللہ کاکاخیل ہماری طرف بڑھتے ہوئے آرہے تھے۔ ملاقات ہوئی کہا حلفاً کہتا ہوں کہ ابھی نماز میں بھی تمہارے ہی خیال میں تھا۔ یہ اور مولانا حسن جان' مولانا عبدالرزاق سکندر تینوں اعتکاف میں تھے۔ کچھ فاصلے پر حضرت الشیخ مولانا عبدالغفور مدنی ملے وہ اپنے معتکف دکھانے لے گئے اس کے بعد برادرم عبداللہ کاکاخیل کی رہنمائی میں سیدی وسید الکائنات حضور اقدس سردار دو جہان علیہ الصلوۃ والسلام کے مواجہہ شریف میں حاضری دی۔ اللھم صلی علی محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم. سب حضرات بالخصوص والد ماجد کی طرف سے سلام پیش کیا۔ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ من والدی الشیخ عبدالحق یستشفع بک الی ربک . اس کے بعد عبداللہ نے مسجد کے قدیم وجدید اصل اور توسیع شدہ حصوں کو مخصوص نشانات کے ذریعہ متعارف کرایا۔ افطار حضرت مولانا مدظلہ کے ساتھ مسجد نبوی میں ان کے اعتکاف گاہ میں کیا اور ہم بھی باب عمر بن الخطاب کے قریب ان ساتھیوں کے معتکف میں مقیم ہوگئے۔ رات کو تراویح اور پھر باجماعت نماز تہجد میں جو لطف ہے کاش قلم اور الفاظ اس کی تعبیر کرسکے۔ امام وخطیب مسجد نبوی شیخ عبدالعزیز صالح بڑی سوز وگداز سے قرآن پڑھتے ہیں' شیخ صالح بڑے مقتدر لوگوں میں سے ہیں۔ سنا ہے کہ موجودہ شاہ یا اس کے کسی بیٹے کے خسر ہیں۔ اس کے ساتھ مدینہ اور اس کے حوالی کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس بھی ہیں)